دوسری قسط ڈاکٹر ریحان اختر قاسمی*

عصر حاضر میں اسلامی قوانین جنگ کی معنویت

اسیران جنگ کو صرف قیدی بنا کر رکھنے کے لئے ہی نہیں کہا گیا بلکہ ان کے ساتھ نرمی وملاطفت کی بھی تعلیم دی گئی۔ قرآن مجید میں اسیر اور مسکین ویتیم کو کھانا کھلانے کے عمل کے لیے تحریض وترغیب کی گئی ہے اور اسے نیکوکاروں کا فعل قرار دیا گیا ہے۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا [14]

"وہ خاص اللہ کی خوشنودی کے لئے مسکین اور یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو محض اللہ کیلئے تمہیں کھلاتے ہیں۔ کسی جزا یا شکریہ کے خواستگار نہیں ہیں۔ ہم تو صرف اس تنگی کے دن سے ڈرتے ہیں جس میں شدت تکلیف سے چہرے بگڑ جائیں گے۔"

آپ ﷺ نے جنگی قیدیوں کو اہل ایمان کا بھائی قرار دیا ہے اور تاکید کی ہے کہ تم ان کے ساتھ بھی اپنے بھائیوں جیسا معاملہ کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

ان اخوانکم حولکم جعلھم اللہ تحت ایدیکم فمن کان اخوہ تحت یدہ فلیطعمہ مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ، ولا تکلفوھم مایغلبھم فان کلفتموھم فاعینوھم [15]

"یہ تمہارے بھائی تمہارے خادم ہیں جن کو اللہ نے تمہارا دست نگر بنایا ہے۔ پس جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو، اسے چاہئے کہ اس کو وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ تم ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو اور اگر ایسی کسی بھاری خدمت کو ان کے ذمہ کرو تو خود ان کا ہاتھ بٹاؤ۔"

جنگ بدر میں مشرکین مکہ کے ستر سے زیادہ آدمی مارے گئے اور کم وبیش اتنے ہی قیدی بنا کر لائے گئے۔ آپ ﷺ نے قیدیوں کو صحابہ کے درمیان تقسیم کردیا اور نصیحت کیا کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک وبرتاؤ کرو۔

* شعبۂ سنی دینیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ (انڈیا)

حضرت حسن بصریؒ اس سلسلے میں فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ یوتی بالاسیر فید فعه الی بعض المسلمین فیقول احسن الیه فیکون عنده الیومین والثلاثة فیو ثره علی نفسه۔ ۱۶

"رسول اللہ ﷺ کے پاس قیدی لایا جاتا تو آپ اسے کسی مسلمان کے حوالے کردیتے اور فرماتے کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ یہ قیدی ان کے پاس دو تین دن رہتا اور وہ مسلمان اس کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیتا تھا۔"

مثلہ کی ممانعت

دشمن کی لاشوں کو بے حرمت اور ان کے اعضاء کی بے حرمتی کرنے سے اسلام نے سختی سے منع کیا ہے یہ کسی بھی طرح سے جائز نہیں ہے کہ انسانی لاشوں کے ساتھ درندگی کا ثبوت دیا جائے۔ آپؐ نے بہت ہی سختی سے منع کیا ہے۔

عبداللہ بن یزید انصاریؓ روایت کرتے ہیں:

نھی النبی صلی ﷺ عن النھب والمثلة ۱۷

"آپ ﷺ نے لوٹ کے مال اور جسم کو مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔"

آپ ﷺ نے کفار ومشرکین کو اچھے طریقے سے قتل کرنے والوں کو اہل ایمان میں سے قرار دیا ہے۔

لاشوں کا مثلہ نہ کرنا اور مہذب طریقہ کار اپنایا ایمان کی علامت ہے۔ فرمان مقدس ملاحظہ کیجیے:

عن عبداللہ قال قال رسول اللہ ﷺ اعف الناس قتله اهل الایمان ۱۸

"حضرت عبداللہ بن مسود سے مروی ہے کہ کفار کو اچھے طریقے سے قتل کرنے والے اہل ایمان ہیں۔"

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ صحابہ کرام کو مثلہ کرنے سے منع فرماتے اور صدقہ کرنے کی تلقین کرتے تھے، ارشاد رسالت مآب ﷺ ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یحثنا علی الصدقة وینھا نا عن المثلة۔ ۱۹

"نبی کریم ﷺ ہم کو صدقہ کرنے کی ترغیب دیتے اور مثلہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔"

بدنظمی اور انتشار کی ممانعت

اہل عرب کی یہ عادت تھی کہ جب دشمنوں کے مقابلے پر نکلتے تھے تو راستے میں جو بھی ملتا تھا عام

راہگیروں کو تنگ کیا کرتے تھے اور جہاں بھی خیمہ زن ہوتے وہاں پر بالکل پھیل جاتے تھے، یہاں تک کہ راستوں پر چلنا مشکل ہو جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے اس قسم کی حرکت و عمل سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے صاف صاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ کوئی اگر اس طرح کا عمل کریگا تو اس کا جہاد، جہاد نہیں ہوگا۔

عن انس قال غزوت مع نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۃ کذاو کذافضیق الناس المنازل وقطعواالطریق فبعث نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منادیاًینادی فی الناس ان من ضیق منزلااوقطع طریقافلاجہادلہ ۲۰

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ فلاں فلاں غزوات میں حصہ لیا۔ ایک منزل پر لوگوں نے جگہ تنگ کردی اور راستہ بند کردیا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں یہ منادی کرادی جو فرودگاہ کو تنگ کردے اور راستہ روکے تو اس کو جہاد کا ثواب نہ ملے گا۔''

ایک دوسرے موقع پر آپؐ نے اس طرح کے طریقہ کار کو شیطان کا عمل قرار دیا ہے۔ حدیث نبویؐ کے الفاظ اس پر سند ہیں:

ان تفرقکم فی ھذہ الشعاب والأودیۃ انماذالکم من الشیطان ۲۱

''تمہارا اس طرح وادیوں اور گھاٹیوں میں بکھر جانا یہ شیطان کی طرف سے ہے۔''

آگ میں جلانے کی ممانعت

اقوام عالم کی جانب سے بالعموم اور اہل عرب سے بالخصوص اس قدر وحشیانہ حرکتیں سرزد ہوتیں تھیں کہ انسانیت شرم سار ہو جائے ۔ وہ جوش انتقام میں اپنے دشمنوں کو زندہ جلادیا کرتے تھے۔ لیکن اسلام نے اس طریقہ کار پر پابندی عائد کردی ۔ آپؐ نے اس طرح کے افعال سے منع فرمادیا۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریمؐ نے ہم لوگوں کو لڑائی پر جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ فلاں فلاں آدمی تم کو ملیں تو ان کو جلادینا مگر جب ہم روانہ ہونے لگے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:

انی کنت امرتکم ان تحرقوا فلاناًوفلاناًبالناروان النارلایعذب بھا الااللہ فان وجدتموھا فاقتلوھما ۲۲

''میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں اشخاص ملے تو جلادینا مگر آگ کا عذاب سوائے خدا کے کوئی نہیں دے سکتا اس لئے اگر تم انہیں پاؤ تو بس قتل کردینا''

غیر محارب سے عدم تعارض

اسلام نے جو قوانین جنگ وضع کیے ہیں ان میں اتنی جامعیت ہے کہ دور جدید کا مہذب انسان بھی ان کو قبول کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسلام کے جنگی قوانین کے مطابق دشمن ہوں یا دوست، اور عقائد ونظریات کے اعتبار سے خواہ وہ کتنے ہی مختلف کیوں نہ ہوں ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائے گا، بشرطیکہ نہ تو وہ ظالموں میں ہوں اور نہ ہی دین حق کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے والے ہوں۔ قرآن مجید کی یہ بیّن تعلیم ہے:

لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔ ۲۳

"اللہ تم لوگوں کو ان کے ساتھ نیکی کا برتاؤ اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دین کے بارے میں نہ لڑے اور نہ ہی تم کو انہوں نے تمہارے گھروں سے نکالا۔ اللہ انصاف کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے"

اس سلسلے میں سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"اس باب میں اسلامی قانون کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر شخص جو اہل قتال میں سے ہے اس کا قتل جائز ہے خواہ وہ بالفعل لڑے یا نہ لڑے، اور ہر وہ شخص جو اہل قتال سے نہیں ہے اس کا قتل ناجائز ہے سوائے اس صورت کے کہ وہ حقیقتاً لڑائی میں شامل ہو یا مقاتلین کے سے کام کرنے لگے"۔ ۲۴

معاہدہ ختم ہونے سے قبل جنگ کی ممانعت

اسلام نے ہر سطح پر بدعہدی اور وعدہ شکنی کو منع کیا ہے اور اسے اہل ایمان کے لیے قابل مذمت فعل قرار دیا ہے۔ اسلام میں معیاد معاہدہ ختم ہونے تک جنگ کرنے کی ممانعت ہے۔ جن لوگوں کیساتھ جنگ بندی معاہدہ ہو گیا ہے اس کو پورا کرنا ہوگا بشرطیکہ فریق مخالف کی طرف سے نقض عہد کے تلخ تجربات سامنے نہ آتے ہوں یا ان کی طرف سے دشمنوں کی مدد نہ کی گئی ہو۔ معاہدہ پورا نہ ہونے کی صورت میں فریق مخالف کے خلاف کسی طرح کی جنگی کاروائی نہیں کی جا سکتی۔ اگر معاہد کے خلاف مسلمان مدد طلب کرے تب بھی معاہدہ کا لحاظ رکھا جائے گا اور اس کو توڑا نہیں جائے گا۔ عام احوال وکوائف میں معاہدے کے تقدس کا خیال رکھا جائے گا۔ اللہ رب العزت کا ارشاد سنیے:

وَإِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ۔ ۲۵

"اگر وہ دین کے معاملات میں تم سے مدد چاہیں تو ان کی مدد کرنا واجب ہے مگر اس قوم کے مقابلہ میں مدد نہ کرنا کہ تمہارے اور ان کے درمیان صلح و امن کا معاہدہ ہوا ہے"

عام حالات میں معاہدہ کا احترام و تقدس ملحوظ رکھا جانا چاہیے۔ اس سلسلے میں ایک اور ربانی ارشاد ملاحظہ ہو:

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۔ ٢٦

"سوائے ان مشرکوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا پھر انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلہ پر کسی کی مدد کی سو تم ان کے عہد کو ان کی مقررہ مدت تک ان کے ساتھ پورا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کو پسند کرتا ہے"

اسلام نے مسائل جنگ میں معاہدین کے چند اصولی حقوق متعین کر دیے ہیں، جن کی روشنی میں اسلام کا نظریۂ جنگ و امن متعین ہوتا ہے اور دوسری طرف بشر دوستی اور انسانیت نوازی سے متعلق اسلام کی بعض درخشاں تعلیمات بھی سامنے آتی ہیں۔ ذیل میں ان چند اصولوں کو بالاختصار سپرد قلم کیا جاتا ہے:

(۱) جب تک معاہد قوم عہد پر قائم ہے اس کے ساتھ کسی قسم کا تعرض کرنا مسلمانوں کے لیے سخت ممنوع ہے۔

(۲) اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت کسی معاہد قوم کے ملک میں آباد ہو اور اس پر ظلم ہو رہا ہو تو اسلامی حکومت مسلمانوں کی حمایت نہیں کر سکتی۔

(۳) ہاں جب تمہارا اور معاہد قوم کا معاہدہ ختم ہو جائے اور اب کوئی قانونی و اخلاقی ذمہ داری تمہاری باقی نہیں رہتی ہے تو اب تم ان کو مطلع کر دو کہ اب ہمارا معاہدہ ختم ہو گیا ہے۔

لوٹ کھسوٹ کی ممانعت

اسلام سے قبل محض مالِ غنیمت کے حصول کے لئے بھی جنگوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ تجارتی قافلوں اور راہگیروں کو لوٹنا پیشہ بن چکا تھا۔ لیکن اسلام نے اس شنیع و دنی عمل کی پرزور مذمت کی اور اس طرز عمل پر قدغن لگا دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹے ہوئے مال کو حرام قرار دیدیا۔ مندرجہ ذیل ہدایت کا انتساب آپ ﷺ کی طرف واضح ہے:

نهى عن النهبة والمثلة ٢٧

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹ مار اور مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے"

ایک دوسری جگہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

من انتهب نهبة فليس منا ۲۸ "جو شخص لوٹ مار کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے"

گویا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اگر لوٹ مار اور فتنہ وفساد میں مشغول ہو جائیں اور غیر اخلاقی حرکتوں کے مرتکب ہوں۔ جن کی بنا پر عوام وخواص میں اضطراب و بے قراری عام ہو جائے تو راہ حق میں اٹھنے والے یہ قدم خیر کا باعث نہ بن کر شر کا موجب قرار پاتے ہیں۔ چنانچہ ان کا جذبہ عمل اللہ رب العزت کی بارگاہ میں شرف قبولیت سے محروم رہتا ہے۔

اسلام میں تباہی وبربادی کی ممانعت

اسلام نہ تو خون ناحق کو بہانے کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی دشمنوں کے املاک وجائداد کو تباہ وبرباد کرنے کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی یہ اعمال اسلام کے مقاصد جلیلہ کے شایان شان ہیں۔ اسلام فتنہ وفساد کو ناپسند کرتا ہے اس لیے کہ حقیقی معنوں میں یہ امن وآشتی کا علمبردار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حالتِ جنگ میں بھی اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ نہ کھیتیاں تباہ وبرباد کی جائیں، نہ ہی پھل دار درختوں کو کاٹا جائے اور نہ ہی املاک کو نذر آتش کیا جائے۔ یہاں تک کہ کفر وشرک کا علمبردار محارب فریق میدان جنگ میں بھی اہل ایمان محارب فریق سے امن وعافیت کا خواہاں ہے تو ہاتھ روکنے کا حکم ہے۔ اسلام کو اگر وہ سمجھنا چاہتا ہے تو اس کو موقع دیا جائے گا اور پھر اگر وہ اسلام سے بیزاری کا ہی اظہار کرے تو حکم یہ ہے کہ اسے اس کے محفوظ مقام تک پہنچا دیا جائے۔

اس کے علی الرغم عصر حاضر کے انسانوں کے خود ساختہ قانون امن وجنگ میں سب کچھ جائز ہے۔ اپنے حریف کو مغلوب کرنے کے لئے ہر طرح کا حربہ استعمال کیا جاسکتا ہے چاہے، املاک کی تباہی کی شکل میں ہو یا جانوں کے تلف کی صورت میں ہو۔ ماضی قریب میں قومی سطح پر گجرات کی مثال اور حال میں واقع ہونے والے آسام کے فسادات اور بین الاقوامی سطح پر افغانستان، عراق اور میانمار کے دل دوز واقعات انسانوں کے خود ساختہ قوانین جنگ وامن اور ان کے بھیانک اور انسانیت کش نتائج کی زندہ مثالیں ہیں۔

ایسے ہی شر انگیزوں اور فساد کاروں کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ۔ ۲۹

"اور جب وہ حاکم بنتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ زمین میں فساد پھیلائے اور فصلوں اور نسلوں کو برباد کر دے۔ مگر اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔"

دوسری طرف مذہب اسلام کی تابناک اور درخشاں تعلیمات ہیں جو میدان جنگ میں بھی اخلاق، رواداری اور عظمت انسان کی پاسداری کا دامن ہاتھ سے چھوڑنے کی اجازت نہیں دیتیں، بلکہ وہ فتنہ وفساد کا قلع قمع کرنے کے لئے موثر اقدام وعمل کی ترغیب وتحریض کرتی ہیں۔ اس سلسلے کی آخری کوشش جہاد فی سبیل اللہ کی شکل میں منصۂ شہود پر آتی ہے لیکن اس آخری کوشش کے مظہر جہاد فی سبیل اللہ کے دوران بھی اخلاق وکردار کو بالائے طاق نہیں رکھا جاتا بلکہ شایان انسانیت اخلاق برتنے کی تعلیم وتلقین کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ کھیتوں اور فصلوں کی بربادی اور درختوں کے اکھاڑنے اور جلانے تک سے روکا گیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ جب کسی لشکر کو روانہ کرتے تو امیر لشکر کو چند ہدایات ضرور دیتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت اسامہؓ کے لشکر کو آپ نے روانہ کیا تو ان کو دس ہدایات دیں آپؓ نے ارشاد فرمایا:

یاایھالناس قفوا أوصیکم بعشر۔ فاحفظوھاعنی ، لاتخونوا ولاتغلوا، ولاتغدر وا ولا تمثلوا ولاتقتلوا طفلاً صغیراً ولا شیخاً کبیراً ولاامرأۃً، ولا تعقروا نخلاو لاتحرقوہ، ولاتقطعوا شجرۃ مثمرۃ، ولا تذبحوا شاۃً، ولابقرۃ، ولا بعیراًالالما کلۃ۔ ۳۰

"فرمایا۔ لوگو، ٹھہرو، میں تم کو دس باتوں کی نصیحت کرتا ہوں تم اس کو یاد رکھنا۔ دیکھو! خیانت نہ کرنا، فریب نہ کرنا، سرکشی نہ کرنا، دشمن کے ہاتھ پاؤں نہ کاٹنا، چھوٹے بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، کھجور کے درخت کو نہ اکھاڑنا اور نہ اس کو جلانا، پھل دار درخت کو نہ کاٹنا۔ بکری، گائے اونٹ کھانے کے سوا ذبح نہ کرنا۔"

شب خون مارنے کی ممانعت

اسلام نے ہر سطح پر منافقت، ریاکاری اور دھوکہ وفریب کاری پر ضرب لگائی ہے۔ اس کے جنگی قوانین میں بھی دھوکہ وفریب کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اسلامی قوانین جنگ میں ایک بات یہ بھی بہت اہم ہے کہ دشمن پر رات کے وقت حملہ نہ کیا جائے اور صبح ہونے کا انتظار کیا جائے۔ یہی بہادری وشجاعت کا تقاضا بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کار یہ تھا کہ جب کسی قوم پر رات کو پہنچتے تو صبح ہونے تک حملہ نہ کرتے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم اتی خیبر لیلاو کان اذااتی قوماً بلیل لم یغزبھم حتی یصبح ۔ ۳۱

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت خیبر کے مقام پر پہنچے چنانچہ آپ کا معمول تھا کہ جب کسی جگہ رات کو پہنچتے تو صبح ہونے تک ان لوگوں پر حملہ نہیں کیا کرتے تھے"

(جاری ہے)